نظروں میں سمائی ہے ابھی تک بھی شبیہ ان کی
ہر دل کو جو بھاتے تھے وہ راہی شہابی تھے

رضا شیدائی

☆☆☆

ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی آپ بیتی، یادوں کی دنیا کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ارشد حسین، اسسٹنٹ پروفیسر
فخر الدین علی احمد ٹیچرس ٹریننگ کالج، دربھنگہ

ملخص

اپنی شخصیت کے بارے میں اظہار خیال اور اپنی زندگی کے تجربات، واقعات و حادثات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا آپ بیتی کہلاتا ہے۔ آپ بیتی میں متعلقہ شخصیت اپنی زندگی کے حالات، مشاہدات اور تجربات بلکہ فکری نظریات کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ اس کی زندگی کے اخلاق و عادات کا کوئی پہلو مخاطب کے سامنے پوشیدہ نہ رہ سکے۔ مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنی شخصیت کے حوالے سے بلا تکلف اظہار حقائق کا نام آپ بیتی ہے۔

یادوں کی دنیا مشہور اقبال شناس ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی آپ بیتی ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ معتبر تاریخ داں اور ماہر آثار قدیمہ کے طور پر بھی

معروف ہیں۔ یادوں کی دنیا پہلی مرتبہ شبلی اکادمی (دارالمصنفین) اعظم گڑھ سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ آپ بیتی کل آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ۲۷۴ صفحات پر مشتمل یہ آپ بیتی نہ صرف ان کی شخصیت اور کردار سے روشناس کراتی ہے بلکہ ان کی دیگر تصنیفات کے مطالعہ میں بھی معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

یادوں کی دنیا کو مکمل آپ بیتیوں کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس آپ بیتی سے مصنف کی پوری زندگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ یہ آپ بیتی واقعات کی سچائی اور حقائق بیانی کا مظہر ہے۔ چنانچہ دیباچے میں بھی مصنف نے خود لکھا ہے کہ:

> ''جہاں تک ہوسکا ہے واقعات کو کم وکاست بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ کسی کو اچھالنا مقصود ہے اور نہ کسی کو خواہ مخواہ گرانا۔ اپنی ذات کی کوتاہیوں کو بھی نمایاں کردیا ہے۔ اس لئے بغیر احتساب نفس کے حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔
>
> (یادوں کی دنیا، ص:۹)

آپ بیتی کے ابتدائی دو ابواب خاندان کا تاریخی پس منظر اور گھریلو احوال پر مشتمل ہیں۔ ان دونوں ابواب میں بڑی تفصیل سے ہندوستان میں پٹھانوں کی آمد اور اس عہد کے سیاسی وسماجی ماحول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آپ بیتی کا تیسرا باب یوسف حسین خاں کے ساتوں بھائیوں کے احوال زندگی پر مشتمل ہے۔ سات بھائی کا عنوان ڈال کر اپنے بھائیوں کی جائے پیدائش تاریخ ولادت بھی تحریر کئے ہیں۔ ان کا اپنا نمبر پانچواں ہے۔ پانچویں نمبر پر انہوں نے اپنی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کا تذکرہ چھیڑا ہے۔ اسی کے ذیل میں بچپن کی یادیں، اسکول میں داخلہ اور پھر ترک اسکول وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ قائم گنج کی قصباتی زندگی کا نقشہ اپنے گھر میں قیام، گھر کا جائے وقوع، نوکروں یہاں تک کہ پالتو کتوں کا ذکر تک موجود ہے۔ والدہ کے انتقال کا گھریلو زندگی پر اثر، اور اکابرین کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔

اس آپ بیتی کا چوتھا باب فخر خاندان کے عنوان سے ہے۔ اس عنوان سے ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے اپنے بھائی ڈاکٹر ذاکر حسین کا خاکہ تحریر کیا ہے۔ اس خاکہ میں ستر صفحات ہیں جس میں

ڈاکٹر ذاکر حسین کی شخصیتوں کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نائب صدر جمہوریہ ہند تک پہنچنے میں ان کی کن صلاحیتوں اور لیاقتوں نے اہم رول ادا کیا ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کی انشاپردازی اور فن خطابت پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ اس باب میں مصنف نے اپنی شخصیت کونمایاں کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

پانچواں باب زمانہ طالب علمی کی حسین یادوں پر مشتمل ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ ان کی مادر علمی رہی ہے۔ ۱۹۲۱ میں یہاں داخلہ لیا۔ سحر خیزی اور نماز کی پابندی وغیرہ کا تذکرہ اس باب کو مزید خوبصورتی عطا کرتے ہیں۔ جامعہ کے اس وقت کے اساتذہ کا مفصل تذکرہ اس باب میں ملتا ہے۔ اس دوران علامہ اقبال سے ان کی ملاقات ہوئی اس واقعہ کا تذکرہ بھی دلچسپی کا ذریعہ بنتا ہے۔

چھٹے باب میں اس زمانے کے احوال مذکور ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں ڈاکٹر یوسف حسین خاں فرانس میں تعلیمی زندگی گذار رہے تھے۔ انہوں نے پیریس یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کے لئے ایک مقالہ لکھا۔ مقالہ کا عنوان تھا۔ ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے صوفی اور سنت۔ اس کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ اس باب میں فرانس کے سیاسی، معاشرتی اور ادبی صورت حال پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ فرانس کے طرز تعمیر کی بھی تعریف کی گئی ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین ایک خوبرو اور حسین وجمیل انسان تھے اسی لئے حسن و جمال کی تعریف بھی خوب کیا کرتے تھے۔ اس آپ بیتی میں پیرس کی عورتوں کی تعریف اور اس کے حسن و جمال کا تذکرہ انہوں نے اس طرح کیا ہے:

> ''میں نے ایسا باغ و بہار حسن اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جنوبی فرانس کی عورتیں نہایت حسین ہوتی ہیں۔ ان کے حسن میں مجھے کچھ مشرقیت محسوس ہوئی۔ رنگ گورا، آنکھیں اور بال سیاہ، قد بوٹا سا، لڑکیاں رخساروں پر غازہ اور ہونٹوں پر روژ لگاتی ہیں۔ جس سے ان کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ جب وہ بولتی تھیں تو مجھ اجنبی کو جوان کی گفتگو سمجھنے سے قاصر تھا، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔''

(یادوں کی دنیا، ص:۱۶۴)

دوران قیام فرانس انہوں نے فرانسیسی زبان بھی سیکھی اوراس طرح انہوں نے اس زبان کی ادبی تحریکوں کا مطالعہ بھی کیا۔انہوں نے انگلینڈ،اٹلی اورسوئزرلینڈ کی سیر بھی کی اس آپ بیتی میں ان جگہوں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔اس اعتبار سے آپ بیتی کا یہ باب سفرنامہ کی شکل بھی اختیار کرلیتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف، جرمنی،فرانس،اسکاٹ لینڈاور آئرلینڈ کی ترقی وتابانی،تہذیبی ومعاشرتی زندگی اور علمی وادبی ماحول سے بھی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔

اس آپ بیتی کا ساتواں باب اس زمانے کی یادوں سے متعلق ہے جب ڈاکٹر صاحب جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تاریخ سے منسلک رہے۔۱۹۳۰ میں وہ جامعہ عثمانیہ میں تاریخ کے پروفیسر کی حیثیت سے بحال ہوئے۔ یہاں انہیں عظیم شخصیات سے ملاقات کا موقع نصیب ہوا۔ چنانچہ جن شخصیات سے ان کی اس دوران ملاقاتیں ہوئیں پوری فنکاری کے ساتھ انہوں نے ان کے خاکے کھینچے۔ چنانچہ یادوں کی دنیا میں علامہ اقبال،مولانا محمد علی جوہر،مولوی عبدالحق،حکیم اجمل خاں،سروجنی نائیڈو،مولانا سید سلیمان ندوی،مولانا حسرت موہانی،غلام السیدین،اصغر گونڈوی،جگر مرادآبادی،اور جوش ملیح آبادی جیسی اہم شخصیات کے بہترین خاکے اس آپ بیتی میں موجود ہیں اوران خاکوں میں انہوں نے تعصب سے ماورا ہوکر بے لاگ اور بے باک انداز اپنایا ہے۔جس سے ان کی بے تعصبی کا پتہ چلتا ہے۔

وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔ چنانچہ اس آپ بیتی کا آٹھواں باب اسی یونیورسٹی پر مشتمل ہے۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لگ بھگ وہ سات سال رہے۔اس زمانے میں ہونے والے واقعات وحوادثات کا تذکرہ پوری وضاحت کے ساتھ اس آپ بیتی میں مذکور ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے یادوں کی دنیا میں اپنے ذاتی زندگی اور ازدواجی حالات کو بھی بیان کیا ہے۔لیکن انہوں نے اپنی زندگی کو تفصیلی طور پر پیش نہیں کیا ہے۔اہل وعیال کے تذکرے سے انہوں نے اعراض کیا ہے جس سے ان کے قارئین کو تشنگی کا احساس ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ بیتی اس زمانے کی تہذیبی،ثقافتی،علمی،سیاسی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔وہ اپنی آپ بیتی میں ایک صاف ستھرے انسان، سچے ادیب کی حیثیت سے رونما ہوتے ہیں۔ڈاکٹر حسن وقار گل اس آپ بیتی کو اس عہد کی علمی، سیاسی وثقافتی تاریخ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''یوسف حسین خاں کی یہ کتاب ان کی آپ بیتی ہی نہیں،اس میں ان کے دور کی

تمدنی تاریخ ہے۔ فرانس اور آسٹریلیا کے سفرنامے ہیں، مشاہیر کے خاکے ہیں، احساسات کی دنیا ہے، جذبات کی فراوانی ہے، فکر کے دھارے ہیں۔ سنجیدہ باوقار لب ولہجہ میں سلاست کے ساتھ وہ سب پیش کر دیا ہے۔ جوان کے ذہن اور دل میں تھا۔ یہ پڑھنے والوں کے لئے معلومات کا خزانہ ہے اور ذہن کے لئے دعوت فکر ہے۔ اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا عام نظروں میں جو کچھ ہے عالم کی نظر میں اس سے کہیں زیادہ عمیق اور وسیع ہوتی ہے۔''

(اردو میں سوانح نگاری آزادی کے بعد، ص:۴۱۳)

اسلوب کے اعتبار سے یادوں کی دنیا ایک اچھی آپ بیتی شمار ہوتی ہے۔ زبان عام فہم ہے لیکن ادبی ہے۔ قصباتی زبان کا استعمال بھی ہے۔ عربی ہندی کے الفاظ بھی لئے گئے ہیں۔ ان کے طرز نگارش میں ایک اچھوتا پن محسوس ہوتا ہے۔ اسلوب میں متانت وسنجیدگی کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مبالغہ آرائی اور شاعرانہ تکنیک سے مبرا اور پاک ہے۔ واقعات نگاری کے تسلسل میں ایک خاص ربط ہے۔ جس سے پڑھنے میں اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ندیم احمد لکھتے ہیں:

''اس میں تاریخ، ادب، نفسیات اور عمرانیات کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ یہ خود نوشت اپنی معلومات اور ندرت اسلوب کی وجہ سے بھی اردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔''

(بیسویں صدی میں خودنوشت سوانح عمری، ص:۱۲۴)

ڈاکٹر شبیہ کاظمی تحریر فرماتے ہیں:

''یادوں کی دنیا'' ہر پہلو سے ایک مکمل اور جامع آپ بیتی ہے جو آپ بیتی نگاری میں ایک زبردست اضافہ ہے۔ مصنف نے اپنی زندگی کے حالات شروع سے تادم تحریر انتہائی محنت، دیانت، خلوص اور صداقت سے بیان کئے ہیں۔ اسطرح انہوں نے اپنی اس تصنیف کے شروع میں آپ بیتی نگاری کے جو تین اصول پیش کئے تھے ان کی پوری پوری پابندی کی ہے۔''

(یوسف حسین خاں احوال وآثار، ص:۳۱۸)

سید محمد حسنین لکھتے ہیں:

''یہ سوانح حیات، حدیث دل اور حدیث سر دلبراں سے معمور ہے، اس سوانح حیات میں مشاہدات کی رنگینی ہے اور محسوسات کی حرارت بھی، فکر و نظر کی تازگی او رروح عصر کی تابندگی بھی، متبدل واقعات سے لپٹی صداقتیں، داستانیں حیات بن گئی ہیں اور مصنف کی ملک و ملت سے نا آسودہ تمنائیں اس کے روز و شب کا افسانہ ہوگئی ہیں۔ ''یادوں کی دنیا'' کو صنفی لحاظ سے میں ایک بلند پایہ تصنیف قرار دیتا ہوں۔'' (نفسی مطلب، ص:۴۱۔۴۰)

ان ساری خوبیوں کے باوجود بعض مقامات پر ضرورت سے زیادہ تفصیل فنی اعتبار سے اس آپ بیتی کو غیر متوازن قرار دیتی ہے فرانس میں سوربون کی تاریخ لکھتے ہوئے اسی طرح اپنے برادر ڈاکٹر ذاکر حسین کا ذکر میں بے جا تفصیل سے آپ بیتی میں نقص پیدا ہوگیا ہے۔ اس باب میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے خود سے زیادہ دوسروں کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ خود ان کے بھتیجے پروفیسر مسعود حسین خاں تحریر کرتے ہیں:

''یوسف حسین خاں خودنوشت لکھنے کے آداب سے کماحقہ عہد برآنہیں ہوسکتے ہیں۔ ایک تو ان میں وہ جرأت رندانہ نہیں، جو وہ اپنی زندگی کو مکمل طور پر بے نقاب کرسکیں، دوسرے وہ اکثر بھول جاتے ہیں کہ خودنوشت لکھ رہے ہیں یا شخصیت اور واقعات پر مقالے انہوں نے اپنی سیرت یا زندگی کے بہت کم نقوش اجاگر کئے ہیں۔'' (یوسف حسین خاں، ص:٦٦)

اسلوب اور طرز نگارش کے اعتبار سے یادوں کی دنیا ایک اچھی آپ بیتی شمار کی جاسکتی ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے یہ عمدہ آپ بیتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے مصنف کی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔

☆☆☆